ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ۔ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

سوانح شیخ الکل حضرت مولانا السید محمد نذیر حسین محدث دہلوی

الحیاة بعد الممات

از: حضرت مولانا فضل حسین بہاری رحمۃ اللہ علیہ

المکتبۃ الاثریۃ

جامع مسجد اہل حدیث ... سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

سوانح حیات حضرت الامام السید محمد نذیر حسین صاحب مرحوم محدث دہلوی

الحیاۃ بعد الممات

از: حضرت مولانا فضل حسین صاحب بہاری

المکتبۃ الاثریۃ

قیمت ۲۰ روپے

اور ایک دن بھی سلسلہ تدریس میں کمی اور غیر حاضری نہیں ہونے دی۔

تدبّر و حکمت

آپ وفور علم کے ساتھ ساتھ صحت فکر، تدبر اور دور اندیشی میں اپنی مثال آپ تھے وقت کے تقاضوں اور مصالح کو پیش نگاہ رکھتے تھے۔ متحارب طاقتوں سے نہ الجھنا، نہ مرعوب ہونا، انتہائی تدبر اور صحت فکر کی نشانی ہے۔

میاں صاحب بحمد اللہ ان تمام اوصاف حسنہ سے باحسن وجوہ متصف تھے۔

انگریزوں کے ظلم اور بدکرداریوں کی بنا پر ۱۸۵۷ء کا انقلاب جو بالکل بے قاعدہ تھا، سارے ملک میں پھیلا اور مسلمانوں کی بدنظمی کی وجہ سے بالکل ناکام رہا۔

اس وقت مسلمانوں کا حال یہ تھا کہ سربرآوردہ اور مغلیہ خاندان کے شہزادے اپنی لاابالیوں میں سرمست تھے۔ اوباش قسم کے لوگ لوٹ کھسوٹ میں مصروف تھے نہ کوئی نظم تھا اور نہ جنگ و جہاد کی کوئی مستحکم پوزیشن تھی، ہر طرف ہنگامے ہی ہنگامے تھے۔ ایسے حالات میں انگریز سے لڑنا جبکہ انگریز اپنی پوری طاقت سے لیس تھا، کسی طرح بھی مناسب نہ تھا۔ بعض مقتدر اور ناعاقبت اندیش مولویوں نے انگریز سے جہاد کرنے کا فتویٰ صادر کیا، جس کی تصدیق اور موافقت میاں صاحب سے طلب کی۔

میاں صاحب نے حالات کا اندازہ فرما کر ازراہ نصیحت انہیں سمجھایا کہ حالات اس قدر ناسازگار ہیں کہ انگریز کی گرفت مضبوط ہو چکی ہے۔

اور ان کے بالمقابل مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

انگریزوں سے لڑائی کرنا اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈالنا ہے۔ جو کہ کسی طرح بھی قرین قیاس نہیں۔

لہٰذا آپ نے اس فتویٰ پر دستخط کیے اور نہ ہی اپنی مہر لگائی۔

چنانچہ میاں صاحب خود فرماتے ہیں کہ میاں وہ غدر تھا، بہادر شاہی نہ تھی، وہ بیچارہ بوڑھا بادشاہ کیا کرتا۔ حشرات الارض خانہ براندازوں نے تمام دہلی کو خراب، ویران، تباہ اور برباد کر دیا۔

شرائط امارت و جہاد بالکل مفقود تھے، ہم نے تو اس فتوے پر دستخط نہیں کیا نہ مہر کیا

کرتے اور کیا لکھتے:"

مفتی صدر الدین خان صاحب حجرہ میں آگئے۔
بہادر شاہ کو بھی بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں ہے۔ مگر وہ باغیوں
کے ہاتھ کٹھ پتلی ہو رہے تھے۔ کرتے تو کیا کرتے۔
اُسی دوران جبکہ تمام شہر محصور اور قلعہ بند ہو رہا تھا۔ آپ قلعے میں گئے۔ دیکھا کہ
شہزادوں کے ہاتھیوں کے جھول نہایت ہی پر تکلف تیار ہو رہے ہیں اور بے فکر شاہزادے
سامنے پیچواں (لمبی لمبی نے والے حقے) لگائے گپ لڑا رہے ہیں۔ آپ نے بہادر شاہ سے
جا کر کہا کہ کیا حضور! انہیں شاہزادوں کو ہاتھیوں پر ساتھ لے کر انگریزوں سے لڑیں گے۔ اس
پر بادشاہ چپ ہو گیا۔" (الحیاۃ بعد المماۃ صفحہ ۱۷۲)
ناظرین کرام یہ تھے وہ حالات جن کی بناء پر میاں صاحب نے انگریزوں کے خلاف
جہاد کرنے کے فتویٰ پر دستخط نہیں فرمائے۔
اسی زمانہ میں آپ نے ایک انگریز عورت کو باغیوں سے بچایا اور اُسے پناہ دی، یہ
بالکل اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل تھا۔ کہ عورت پر ہاتھ اٹھانا شرعاً درست نہیں ہے
میاں صاحب کی مصلحت اندیشی باتوں کو، مولینا فضل الرحمٰن صاحب بہاری (مصنف
الحیاۃ بعد المماۃ) نے گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری، سمجھ لیا اور کتاب میں "گورنمنٹ
انگلشیہ کے ساتھ وفاداری" کا عنوان قائم کر دیا۔
حالانکہ ان باتوں کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ یہ مصنف علامؒ کی محض غلط
فہمی ہے۔
اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے۔
میاں صاحب نے اس پُر آشوب دور میں، اُسوۂ حسنہ پر عمل کیا ہے، کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر مکی دور میں بڑے بڑے مصائب اور شدائد آئے۔
کفار کی طرف سے آپ کی مخالفت پورے زور و شور سے ہو رہی تھی۔ آپ پر اور
صحابہ کرام پر سخت ظلم و ستم توڑے جا رہے تھے۔
ان حالات میں اللہ تعالےٰ نے، صادق الایمان لوگوں کو کفار مکہ سے جہاد کرنے
کے بجائے عزم و ہمت اور استقامت پیدا کرنے کے احکام نازل فرمائے اور بعض مکی سورتوں

میں ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا۔

کیا مکی دور میں کفار سے جہاد نہ کرنے کا حکم کفار سے وفاداری اور اُن سے ہمدردی کی بنا پر تھا؟

کیا کوئی مسلمان اس بات کو تسلیم کرنے پر تیار ہے؟

ہرگز نہیں!

بلکہ بات یہ تھی کہ کفارِ مکہ سے جہاد کرنے کے ذرائع و اسباب مسلمانوں کے پاس بالکل مفقود تھے۔

اس لیے اللہ تعالٰے کی طرف سے جہاد کا حکم نہیں آیا۔

چونکہ ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں مسلمانوں کی بدنظمی کی وجہ سے یہی کیفیت تھی۔ اس لیے میاں صاحب نے انگریز کے خلاف جہاد کرنے کے فتوے پر دستخط نہیں فرمائے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ میاں صاحب! انگریز کے ہمدرد اور وفادار تھے۔

میاں صاحب کے علوم کا اثر

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ میاں صاحب علوم آلیہ و عالیہ کے جامع علوم تھے۔ اس لیے آپ کے تلامذہ میں سے ہر ایک نے، اپنی استعداد، اور اپنے مزاج اور طریق کار کے مطابق الگ الگ اثر لیا۔

اب چنانچہ مولینا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری، مولینا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی، مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی رحمہم اللہ تعالٰی علیہم اجمعین، انگریز کے سخت مخالف تھے اور طبیعت میں جذبۂ جہاد تھا، اس لیے مجاہدین کی تحریک سے وابستہ ہو کر اُن کی پوری پوری حمایت فرمائی۔

اس تحریک نے جب ۱۸۳۱ء کے بعد مخفی طور پر اپنا سلسلہ شروع کیا، تو ان حضرات کی مخلصانہ کوششوں سے تحریک زندہ رہی اور ۱۹۴۷ء تک انگریز کے لیے وبالِ جان بنی رہی۔

پنجاب میں مولینا عبدالقادر صاحب قصوری، مولینا عبدالاول صاحب غزنوی، مولینا فضل الٰہی صاحب وزیر آبادی، مولینا ولی محمد صاحب فتوحی والے اس تحریک کے

سلفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔
اُسے دیکھ کر شرم بھی محسوس ہوتی ہے، اور دُکھ بھی ہوتا ہے۔
ان جواہر پاروں کو صرف مالی منفعت سے شائع نہیں کرنا چاہیئے، یا کباز بزرگ ہمارے اسلاف ہیں، وہ ہماری دوکان، کا سامان نہیں،،

مدت ہوئی یہ نسخہ اساس بھی بازار سے دستیاب نہیں ہو رہا تھا، ضرورت تھی کہ اسے اچھے انداز سے شائع کیا جائے۔
اللہ تعالےٰ کا خاص احسان ہے کہ اب اس کتاب کی طباعت کی سعادت: المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل کو حاصل ہو رہی ہے۔
ہم نے ہندوستانی مطبوعہ نسخہ صحیحہ کا فوٹو لے کر طبع کیا ہے۔
کاغذ، طباعت اور جلد کی عمدگی کا بحد امکان پورا پورا خیال رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

طالبِ دُعا
عبدالشکور اثری، سانگلہ ہل
۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۸۴ء

بھائی قطب الدین ہم کا فر ہیں؟ نواب صاحب قسمیں کھانے لگے کہ نہیں حضور ہم نے ہرگز ایسا نہیں لکھا ہے میں نے کہا کہ حضور مجھ سے اس کی حقیقت سنیں حضور کو معلوم ہے کہ فتاوائے عالمگیری آپ کے بزرگوں کی کتاب ہے اُس میں ایک باب ہے کتاب الردۃ جس میں لکھا ہے " اس زمانہ کے بادشاہوں کو جو عادل کہے وہ کافر ہے کیوں کہ عدل شرعی کہاں متصور ہے" اس باب کا ترجمہ مولوی قطب الدین نے اُردو میں کیا ہے تو کیا حضور فتاوی عالمگیری کی تالیف کے وقت موجود نہ تھے؟ حضور اگر اُس وقت موجود ہوتے تو البتہ اس کے مورد ہوتے۔ بادشاہ نے کہا یہ تو دوسری بات ہے میں نے کہا کہ بات یہی ہے جس کا عنوان بدل کر حضور میں یوں ظاہر کی گئی۔

مولوی کریم اللہ کے اتہام کی تفصیل اور اُس کا جواب

گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری

(لوایلٹی)

حج کو جاتے وقت جو چٹھی کمشنر دہلی وغیرہ نے میاں صاحب کو دی تھی اُس کی نقل سفر حج کے بیان میں ہدیۂ ناظرین کی جائے گی مگر اسی کے ساتھ یہ بتا دینا بھی ضرور ہے کہ میاں صاحب بھی گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے۔ زمانۂ غدر ۱۸۵۷ء میں جب کہ دہلی کے بعض مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریزوں پر جہاد کا فتوے دیا تو میاں صاحب نے نہ اُس پر دستخط کیا نہ مہر۔ وہ خود فرماتے تھے کہ " میاں وہ بلوہ تھا۔ بہادر شاہی نہ تھی وہ بیچارہ بوڑھا بہادر شاہ کیا کرتا۔ حشرات الارض خانہ برانداز وں نے تمام دہلی کو خراب، ویران، تباہ، اور برباد کر دیا۔ شرائط امارت وجہاد بالکل مفقود تھے ہم نے تو اُس فتوے پر دستخط نہیں کیا مہر کیا کرتے اور کیا لکھتے مفتی صدر الدین خاں صاحب چکر میں آ گئے" بہادر شاہ کو بھی بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں ہے گروہ باغیوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہو رہے تھے کرتے تو کیا کرتے۔ اُسی زمانہ میں جب کہ تمام شہر محصور اور قلعہ بند ہو رہا تھا آپ قلعہ میں سے گئے

زمانۂ غدر کے جہاد کے فتویٰ پر میاں صاحب نے دستخط نہیں کیا

بہادر شاہ کو بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں ہے

شاہزادے بے فکرے

دیکھا کہ شاہزادوں کے ہاتھیوں کے جھول نہایت ہی پُر تکلف تیار ہو رہے ہیں اور سب بے فکرے شاہزادے سامنے پیچوان لگائے گپ لڑا رہے ہیں آپ نے بہادر شاہ سے جا کر کہا کہ کیا حضور انہیں شاہزادوں کو ہاتھیوں پر ساتھ لے کر انگریزوں سے لڑیں گے اِس پر بادشاہ چُپ ہو گئے۔

دنل میم کا قتل

ایک دن دیکھا کہ دنل میم اور ایک لڑکی گرفتار ہو کر قلعہ میں لائی گئی سب ایک صف میں بٹھلائی گئیں۔ صوبہ دار نالائق نے سب کو مار ڈالنے کا حکم دیا اُس لڑکی کی ماں بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ لڑکی نے ماں کو تسلی دی اور ایک چٹکی خاک زمین سے اُٹھا کر ہتیلی پر رکھ کر پھونک کر کہا "ماں روتی کیوں ہے ہماری فوج آئے گی اور اسی طرح ان سب کو اُڑا دے گی"

میاں صاحب کے دل پر اِس نظارہ کا صدمہ ایسا ہوا کہ آبدیدہ ہو کر اُسی وقت قلعہ سے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ اب دہلی اور اہل دہلی کی خیر نہیں ہے۔ عورتوں کا قتل اسلام نے کبھی جائز نہیں رکھا۔

مسز لیسنس کا قصہ

عین حالت غدر میں جب کہ ایک ایک بچہ انگریزوں کا دشمن ہو رہا تھا مسز لیسنس ایک زخمی میم کو رات کے وقت میاں صاحب اُٹھوا کر اپنے گھر لے آئے پناہ دی، علاج کیا کھانا دیتے رہے اُس وقت اگر ظالم باغیوں کو ذری خبر بھی ہو جاتی تو آپ کے قتل اور خانماں بربادی میں مطلق دیر نہ لگتی۔ طرہ اُس پر یہ تھا کہ پنجابی کٹرہ والی مسجد کو تقلباً باغی دخل کئے ہوئے تھے اور اُسی سے ملا ہوا زنانہ مکان تھا اُسی میں اس میم کو چھپائے ہوئے تھے مگر ساڑھے تین مہینے تک کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ حویلی کے مکان میں کتنے آدمی ہیں ساڑھے تین مہینوں کے بعد جب پوری طرح امن قائم ہو چکا تب اُس نیم جاں میم کو جو اَب بالکل تندرست اور توانا تھی انگریزی کیمپ میں پہنچا دیا جس کے صلے میں مبلغ ایک ہزار تین سو روپیہ اور سند جو ذیل سارٹیفکیٹس ملیں۔

میاں صاحب اس واقعہ کو خود اس طرح فرماتے تھے کہ "اُس زمانہ میں ایک دن نماز عصر کے بعد شہر سے باہر چلا گیا ملا محمد صدیق پشاوری جو اُس وقت مجھ سے اُصول فقہ پڑھتا تھا ساتھ تھا۔ مجھ کو کسی آدمی کے کراہنے کی آواز معلوم

ہوئی۔ میں اُس آواز کی جانب بڑھا جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ ایک میم مجروح رو رہی ہے ہم لوگوں کو دیکھ کر کہنے لگی کہ خدا کے واسطے میری جان مت مارو میں نے اُس کو دلاسا دیا اور کہا کہ ہم مسلمان ہیں ہمارے مذہب میں لڑائی کے وقت بھی کسی غنیم کی عورت اور بچوں کی جان مارنا یا تکلیف دینی حرام ہے۔ تم اپنی جان سے پوری طرح اطمینان رکھو اور اگر تمھاری مرضی ہو تو ہم تم کو اپنے گھر لے چلیں اور تمھارے زخم کا علاج اور تیمارداری کریں مگر چونکہ وہ بہت ہی ڈری ہوئی تھی کہنے لگی کہ اوّل تو ہم اپنے پاؤں سے چل نہیں سکتے اور تم لوگ اگر اُٹھا کر لے بھی چلو تو باغیوں کی گولی سے بچ نہیں سکتے میں نے کہا کہ اچھا ہم لوگ تم سے کچھ دور بیٹھ رہتے ہیں رات کو اندھیرے میں تم کو اُٹھا کر لے چلیں گے۔ آخر یہی ہوا کہ اندھیرے میں ہم اور ملا صدیق اُٹھا کر اس کو ایسے رستے سے لائے کہ کسی فرد بشر کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ اور گھر میں لے جا کر شریف حسین کی ماں سے کہا کہ یہ نہایت مظلوم ہے اس کی بہت دل جوئی اور خدمت کرنی چاہیے کہ موجب خوشنودی خدا اور رسول ہے اُس میم کو میں نے باغیوں کے باہر رہنے کی خبر بھی نہ دی کیوں کہ خبر ہو جانے پر اُس کے وہ ساڑھے تین مہینے نہایت ہی تشویش اور خوف کی حالت میں بسر ہوتے فرماتے کہ "موسم سخت گرمی کا تھا اور وہ دن رات ایک کوٹھری میں بند رہتی۔ ہر چند میری اہلیہ اُس کو کہتیں کہ رات کو انگنائی میں آ کر بیٹھو مگر وہ ڈر سے کوٹھری کے باہر نہ آتی اور اُسی گرمی اور مچھروں کی تکلیف میں رات بھر ہاتھ اُٹھائے دعا کرتی کہ اے اللہ میرا قصور معاف کر۔"

انگریزی سرٹیفکٹ کی نقل معہ ترجمہ

انگریزی سرٹیفکٹ کی نقل معہ ترجمہ

ترجمہ	انگریزی سرٹیفکٹ کی نقل
دہلی مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۸۵۸ء از	Delhi Dated 27th September 1877
ڈبلو جی واٹر فیلڈ	From W: G Waterfield, Offg
آفیشیٹنگ کمشنر	Commissioner.
مولوی نذیر حسین اور اُن کے بیٹے	Moulvi Nazeer Husain
مولوی شریف حسین اور اُن کے دوسرے	& his son moulvi Shariff Husain

were with other members of their family instrumental in saving the life of mrs. Leesons during the mutiny they tended her when wounded kept her in their house for 3½ monthsfinally sent her in to the British Camp at Delhi.

He says that he has lost in a fire wich took Place in his house in Delhi all his English certificates

I think this is extremely probable, he probably had certificates from General neville chamberlain and General Barnard, colonel sytton and others.

I remember the facts well and mrs Leesons, Coming in to camp.

The family received a handsome reward of

گھر والے غدر کے زمانے میں مسز لیسنس کی جان بچانے میں ذریعہ ہوئے حالت مجروحی میں انہوں نے اُن کا علاج کیا ساڑھے تین مہینے اپنے گھر میں رکھا اور بالآخر دہلی کے برٹش کیمپ میں اُن کو پہنچا دیا۔

وہ کہتے ہیں کہ اُن کی انگریزی سرٹیفکیٹیں ایک آتش زدگی میں جو اُن کے مکان واقع دہلی میں ہوئی تھی جل گئیں۔

میں خیال کرتا ہوں کہ یہ اُن کا کہنا بہت ہی قرین امکان ہے غالباً اُن کو جنرل نیوائل چیمبرلین جنرل برنارڈ اور کرنل سائٹر وغیرہم سے سرٹیفکیٹیں ملی تھیں۔

مجھ کو وہ واقعات اور مسز لیسنس کا کیمپ میں آنا اچھی طرح یاد ہے

ان لوگوں کو اس خدمت کے صلہ میں مبلغ دوسو اور چار سو روپیہ ملے تھے مبلغ سات سو روپیہ بابت تاوان منہدم کئے جانے مکانات کے ان لوگوں کو عطا کئے گئے تھے۔ یہ لوگ ہماری قوم سے حسن سلوک اور الطاف کے مستحق ہیں۔

Rs. 400 . Rs. 400 compensation for the dimolition of houses bestowed upon them.

The family all deserve consideration, and kindness at our hands.

Dated 17th September, 1881

From Mayor G. E. Young Commissioner.

I have seen the original of this certificate and also learned from Mrs Leeson the fact herein mentioned It is probable that the fact stated by Moulvi Nazir Husain and Shariff Husain has made them enemies among disaffected persons.

مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۸۱ء

از میجر جی ای ینگ کمشنر

میں نے اس سرٹیفکٹ کی اصل کو ملاحظہ کیا ہے اور مسز لیسنس سے بھی مجھ کو وہ حالات معلوم ہوئے ہیں جو اس میں مندرج ہیں ۔ امر قرین امکان ہے کہ مولوی نذیر حسین اور شریف حسین کے بیان کئے ہوئے حالات نے مخالفوں کو ان کا دشمن بنا رکھا ہے ۔

ہندوستان کو ہمیشہ میاں صاحب دارالامان فرماتے تھے دارالحرب کبھی نہ کہا ۔ — ہندوستان دارالامان ہے

سلطان روم خلد اللہ ملکہ کے ساتھ بھی بہ لحاظ اخوت اسلامی آپ کو غایت درجہ کی ہم دردی تھی چنانچہ اخیر جنگ روم و روس جو ۱۸۷۶ء مطابق ۱۲۹۳ھ میں ہوئی — سلطان روم کے ساتھ ہم دردی

تھی۔ میاں صاحب نے نماز پنجگانہ میں قنوت پڑھنے کا فتوےٰ لکھا اور اُس کو چھپوا کر شائع کیا۔ اور اپنی مسجد میں بالالتزام فریضہ پنجگانہ میں قنوت پڑھوایا جب تک جنگ جاری رہی۔

راولپنڈی کی نظربندی

وہابیت کا مقدمہ

وہابیت (بغاوت) کا مقدمہ سنہ ۱۸۶۴ء سنہ ۱۸۶۵ء مطابق سنہ ۱۲۸۰، ۸۱ھ میں جب ہندوستان کے اکثر شہروں پٹنہ، داناپور، میرٹھ، انبالہ وغیرہ وغیرہ میں چلایا گیا تو بیشتر ماخوذین کے لئے حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم دیا گیا۔ جناب مولوی یحییٰ علی و مولوی احمد اللہ صاحبان صادق پوری عظیم آبادی (جنہوں نے انڈمان ہی میں وفات پائی) کے مقدمہ کی لپیٹ میں میاں صاحب پر بھی

مخبروں کی غلط خبررسانی

مواخذہ ہوا جو صرف مخبروں کی غلط خبررسانی اور اہل کاروں کی غلطی پر مبنی تھا۔ اور آپ تا تحقیقات کامل کم و بیش ایک برس تک راولپنڈی کے جیل میں نظربند رہے۔

میاں صاحب کے مکان اور مسجد کی تلاشی

دہلی میں میاں صاحب کے مکان اور مسجد کی جب تلاشی ہوئی تو دوسروں کے بھیجے ہوئے خطوط بہ تعداد کثیر بے ٹھکانے دری پر چٹائی پر دری کے نیچے چٹائی کے نیچے چارپائی کے نیچے کتابوں میں پڑے ہوئے پائے گئے پوچھا گیا کہ آپ کے ہاں اس قدر بہ کثرت خطوط کیوں آتے ہیں؟ آپ نے کہا کہ وجہ اس کی تو بھیجنے والوں سے پوچھنی چاہئے یا اُن خطوط میں دیکھنا چاہئے۔ میرے خیال میں یہ بات ہے کہ سرکار نے خط کا محصول بہت کم آدھ آنہ رکھا ہے اس لئے لوگ دو پیسے دے کر خط بھیج دیتے ہیں۔ عہ دیکھئے اس میں کوئی خط بیرنگ نہیں ہے سب پیڈ ہیں۔

خطوط جو پڑھے گئے تو اُن میں اس کے سوا کیا دھرا تھا کہ فتوے کا سوال

عہ میاں صاحب کی یہ رائے کہ کمی محصول کے سبب سے زیادہ خطوط آتے ہیں نہایت ہی صحیح ثابت ہوئی کیوں کہ جب پوسٹ کارڈ جاری ہوا اُس کے چند سال بعد انسپکٹر جنرل پوسٹ آفس کی رپورٹ اس مضمون کی شائع ہوئی تھی "پوسٹ کارڈ کے جاری ہونے سے ڈاکخانہ کی آمدنی میں معتدبہ اضافہ ہو گیا ہے پہلے لوگ آدھ آنے محصول کے سبب سے کم خط بھیجتے تھے اب کہ ایک پائی محصول ہے خطوط کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے"

ذیل میں درج ہے۔ حضور اُس کا جواب جلد بھیج دیں فلاں مسئلے میں کیا حکم ہے؟ فلاں کتاب کی فلاں عبارت کا صحیح مطلب کیا ہے؟ فلاں موضوع پر متقدمین کی بھی کوئی تصنیف ہے؟ فلاں کتاب بھیج دیں؟ وغیرہ وغیرہ اسی قسم کے مضامین تھے ایک خط میں لکھا تھا کہ "نخبۃ الفکر (کتاب) بھیج دیجئے"

مخبر نے کہا کہ "یہی سب ان لوگوں کے اصطلاحی الفاظ ہیں" میاں صاحب کو بھی جلال آگیا فرمانے لگے نخبۃ الفکر کیا؟ توپ، نخبۃ الفکر کیا؟ بندوق، نخبۃ الفکر کیا؟ گولہ بارود۔ پھر مجسٹریٹ سے آپ نے کہا کہ صاحب آپ نے میرا مقدمہ کس جاہل کے سامنے پیش کیا ہے آپ اپنے کسی یورپین یا دیسی عالم سے دریافت کیجئے کہ نخبۃ الفکر کتاب کا نام ہے یا نہیں اور اس کتاب کا موضوع کیا ہے۔

ظاہر و باطن برابر تھا

الغرض بعد تحقیقات کامل یہ بات روز روشن کی طرح کھل گئی کہ ان پر مواخذہ محض ناجائز ہے۔ اور یہ بالکل بری الذمہ ہیں اس لئے رہا کر دیئے گئے۔ یہ باتیں ہیں جو میاں صاحب کے ظاہر و باطن کے یکساں ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہ جس طرح غدر ۱۸۵۷ء میں مسز لیسنس کی جان بچانے سے وفادار ثابت ہوئے تھے اسی طرح ۶۵-۱۸۶۴ء کے مقدمہ بغاوت میں بھی بے لاگ و تطہیر ہے۔

نظر بندی کا فائدہ

نظر بندی میں ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ کتب بینی کا خوب موقع ملا کتب خانہ سرکاری سے کتابیں منگوانے کی اجازت مل گئی تھی اور وہاں بخاری کا ایک سبق پڑھانے کے سوا کوئی کام نہ تھا جی بھر کے مطالعہ کیا۔

عطاء اللہ نام طالب علم جو آپ کے ساتھ تھے اُنہوں نے باطمینان تمام سبقاً سبقاً بخاری پڑھ ڈالی اور قرآن مجید بھی حفظ کر لیا۔

میر عبد الغنیؒ ساکن سورج گڈھ جو نہایت ہی پرہیزگار عابد اور نیک بزرگ آپ کے ساتھ جیل میں تھے اُنہوں نے جیل ہی میں وفات پائی آپ نے اپنے ہاتھ سے اُن کی تجہیز و تکفین کی اور نماز جنازہ خود پڑھائی۔

میاں صاحب کی اہلیہ کی وفات

۱۴- رمضان ۱۲۸۵ھ مطابق ۸- دسمبر ۱۸۶۸ء جمعرات کے دن آپ کی

وفادار رہی بی نے انتقال کیا۔

سفرِ حج اور اُس کے واقعات

سنہ ۱۳۰۰ھ میں جب میاں صاحب نے حج کا ارادہ مصمم کرلیا تو اِس خیال سے کہ مخالفین ایذارسانی میں کچھ کم حصّہ نہیں لیں گے اور یہ موقع اُن کے لئے اوقات مغتنمہ سے ثابت ہوگا آپ نے کمشنر دہلی سے ملاقات کرکے حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ طیبہ ور وضۂ مطہرہ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارادہ ظاہر کیا۔

کمشنر دہلی نے آپ کو ایک چٹھی مورخہ ۱۰؍ اگست سنہ ۱۸۸۳ء دی جس کی بجنسہٖ نقل مع ترجمہ اُردو ہدیۂ ناظرین ہے۔

کمشنر دہلی کی چٹھی مع ترجمہ

کمشنر دہلی کی چٹھی

Moulvi Nazir Hosain is a Leading moulvi in Delhi Who is difficult times proved his Loyalty to the British government and in his pilgri mage to Mecca I hope any British officers Whose help or protection he may need, Will afford it to him as he most fully deserves it

Signed J. D. Tremlett
B. C. S. Commissioner
& Sup dt Delhi Division
August 10th 1883

ترجمہ

مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے معتقد عالم ہیں۔ جنہوں نے نازک وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو مکہ جاتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی وہ مدد چاہیں گے وہ اُن کو مدد دے گا کیوں کہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔

دستخط جے ڈی ٹریملٹ بنگال سروس کمشنر دہلی و سپرنٹنڈنٹ

۱۰؍ اگست سنہ ۱۸۸۳ء

مسٹر لیبنس کی چٹھی

دوسری چٹھی مسٹر لیبنس نے بنام کونسل مقیم جدہ کے دی جس میں آپ کی
خیرخواہی زمانۂ غدر کا مفصل بیان تھا انہوں نے یہ بھی جتا دیا تھا کہ ان کے مخالفین
بھی بہت ہیں اور ان میں سے بعض مکہ معظمہ میں یہاں سے بھاگ کر مقیم ہوگئے
ہیں۔ مسٹر لیبنس نے یہ بھی استدعا کی تھی کہ برٹش گورنمنٹ کا نسل کا فرض ہے کہ
ان کو ان کے مخالفین کے شر و فساد سے بچائے۔ یہ چٹھی برٹش کانسل مقیم جدہ
(مکتوب الیہ) نے اپنے پاس رکھ لی۔

مکہ معظمہ کی روانگی

الغرض یہ دونوں چٹھیاں لے کر آپ دہلی سے رہ نورد مکہ معظمہ زاد اللہ تشریفاً
ہوئے۔

مخالفین کی روانگی بمبئی کا واقعہ

مخالفین کو جب روانگی کا حال معلوم ہوا تو چند اشخاص کو مختلف مواضع پنجاب،
دیوبند، بدایوں، اور خود دلی سے گلابی چو ورقے کے ساتھ روانہ کیا اور ان لوگوں نے
بمبئی پہنچ کر وہاں کے مولویوں کو اپنے منصوبوں میں شریک کر کے اور چو ورقہ کے
سوالات پر اور کچھ ہذیانات اضافہ کر کے میاں صاحب کے روبرو پیش کیا۔
غرض اصلی مخالفین کی صرف اشتعال طبع تھی اور ہر طرح کی نزاع کا بڑھانا
آپ ان کی غرض کو سمجھ گئے اور جب ان سوالات کو پڑھوا کر سنا تو علانیہ فرمادیا
کہ یہ سب باتیں مجھ پر بہتان ہیں اور میں ان کے معتقد کو کافر سمجھتا ہوں۔ جب

بمبئی میں جہاز پر سوار ہونا

آپ بمبئی میں جہاز پر سوار ہوئے تو مخالفین بھی اسی اسٹیمر میں روانہ ہوئے اور
وہاں بھی چھیڑ چھاڑ سے باز نہ آئے بلکہ ہمیشہ ہر قسم کی ایذا رسانی کی تاک میں لگے
رہے مگر آپ نے بمصداق و اعرض عن الجاہلین کسی کو بھی کبھی منہ نہ لگایا۔
اور ان لوگوں کو بھی اپنی کسی سازش میں کامیابی نہیں ہوئی۔ زیادہ تر وجہ اس کی

برٹش کانسل مقیم جدہ نے آپ کا اعزاز کیا

یہ تھی کہ ان مخالفین کو برٹش کانسل مقیم جدہ کا ڈر لگا ہوا تھا جس نے چٹھیوں کے
دیکھنے کے بعد آپ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور جب تک جہاز کامران میں رہا وہ
ہر روز آپ کی ملاقات کے لئے آتا رہا۔ مگر افسوس کہ وہ کامران ہی میں مفسدین
سوڈان کے ہاتھوں سے قتل ہوگیا۔ اگر وہ جدہ میں واپس آتا تو یقیناً مکہ معظمہ کے

لـه زمانۂ غدر میں میاں صاحب نے ان کی میم کی جان بچائی تھی اور ساڑھے تین مہینوں
تک اپنے گھر میں پناہ دی تھی ۱۲

بھی مکہ ہی میں شہید ہوئے تھے اُسی حرم میں جہاں کہ میرے قتل کا منصوبہ ہو رہا ہے میں ہر وقت اپنے قتل پر آمادہ ہوں مگر تبلیغ سے (اُس آخری لفظ تک جو میرے منہ سے نکلے گا) باز نہ آؤں گا۔

شہادت پر آمادگی

بعد فراغ حج کے آپ کے جان نثار شاگرد اور رفیق مولوی تلطف حسین صاحب محی الدین پوری عظیم آبادی ثم الدہلوی نے باصرار عرض کیا کہ یہ کمیٹیاں جو رات دن ہمارے لئے ہو رہی ہیں بغیر اپنا اثر دکھائے نہ رہیں گی آپ فریضۂ حج ادا کر چکے بہتر ہے کہ اب بہت جلد وطن واپس چلے چلیں مگر شیخ تو اتباعِ سنت کے عاشق اور عمل بالحدیث کے لئے مخلوق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر جان دیدینے والے تھے وہ بغیر مدینہ منورہ حاضر ہوئے گھر کیوں کر واپس آسکتے تھے اُن کی رسول خدا صلعم کے ساتھ تو یہ حالت تھی ؎

مدینہ منورہ کا عزم بالجزم

یا من نا صبور را پیش خود از وفا طلب		یا کر تو پاک دامنی صبر من از خدا طلب
درد قومی کشد مرا یا بہ کرم دوا کنش		یا قدرے فزوں ازیں تاب ستم دوا طلب
خدا شاہد ہے الفت غیر سے رکھے تو کافر ہو		تمہیں پر جان دیتے ہیں تمہیں پر دم نکلتا ہے

اور مرنے یا مارے جانے سے کوئی ایسے شخص کو کیا ڈرا سکے گا جس کا قول یہ ہو

؎

بنا کردند خوش رسمے بہ خاک و خون غلطیدن		خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را
؎ کشتگان خنجر تسلیم را		ہر زماں از غیب جانے دیگر ست

۲۳ - ذی الحجہ تک آپ بانتظار قافلہ مدینہ طیبہ مکہ معظمہ میں ٹھیرے رہے اور جب مخالف کمیٹی کے ممبروں کو اپنی گھری اور سازشی کارروائیوں پر ہر طرح اطمینان ہو چکا تو اُسی تاریخ کو پاشا مکہ کے ہاں مخبری کرا دی کہ مولوی نذیر حسین معتزلی اور وہابی ہیں اور انہیں نے یہ رسالہ گلابی جو ورقہ اعتزال کی اشاعت کے لئے چھپوا کر شائع کیا ہے جس میں خنزیر کی چربی اور خالہ سے نکاح کو حلال لکھا ہے وغیرہ وغیرہ بہتیرے اتہامات لگائے دس بجے اُسی دن پاشا مکہ کے ہاں سے تین سپاہی اور ایک افسر محمود آغا نام آپ کی فرودگاہ پر پہنچے اُن کے ہاتھ میں ایک فہرست تھی جس میں چند آدمیوں کے نام درج تھے - (۱) مولوی نذیر حسین (۲) ڈپٹی امداد العلی

۲۳-ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ کے واقعات

پاشا کے دیوان میں طلبی

(۳) مولوی سلیمان حجاج (۴) مولوی امیرالدین (۵) مولوی جان علی (۶) مولوی محمد (مہاجرین مکہ معظمہ) ۳ سے ۶ تک چار آدمی مہاجر تھے۔ اُنھوں نے پوچھا کہ مولوی نذیر حسین کس کا نام ہے آپ نے جواب دیا کہ میں ہوں اُس افسر نے کہا کہ پاشا کے ہاں آپ کی طلبی ہے اتفاقاً بقیہ پانچ آدمی مندرجہ فہرست اُس وقت وہاں نہ تھے تو اُس نے بلا دریافت کہ بقیہ پانچ آدمی کہاں ہیں مولوی تلطف حسین محمد احمد حفیظ اللہ خدا بخش سید احمد پانچ آدمیوں کو جو وہاں بیٹھے تھے چنہ کی تعداد پوری کر کے لے چلا۔

افسر کی غلطی

مکہ معظمہ میں برٹش کانسل مقیم جدہ کے اسسٹنٹ ایک مسلمان عہدہ دار ڈاکٹر عبدالرزاق تھے میاں صاحب پہلے ہی اُن سے ملے تھے اور چٹھیاں دکھا کر مخالفین کے منصوبوں سے بھی آگاہ کر دیا تھا اسسٹنٹ موصوف نے آپ سے کہا کہ آپ باطمینان تمام اپنے شعائر مذہبی ادا کریں اور کسی سے کوئی تعلق نہ رکھیں اور جب بازپرس کی نوبت آئے تو مجھے فوراً مطلع کریں اور اگر طلبی ہو تو بلا توقف پاشا کے ہاں چلے جائیں۔

اسسٹنٹ برٹش کانسل کی ملاقات

۲۴۔ ذی الحجہ قریب دوپہر کے جب پاشا کے ہاں پہنچے تو اسسٹنٹ برٹش کانسل نے اپنے وکیل محمد یوسف کو پاشا کے پاس بھیج کر دریافت کیا کہ برٹش گورنمنٹ کی رعایا کو آپ نے کیوں عدالت میں طلب کیا ہے؟ پاشا نے جواب میں کہا کہ لوگوں نے اُن کی نسبت اس قسم کی شکایتیں کی ہیں۔ وکیل محمد یوسف نے کہا کہ جن امور کی نسبت شکایتیں کی گئی ہیں اُن اُمور[1] کے مرتکب یہ اس حدود میں نہیں ہوئے۔ لہذا اس سلطنت کا مواخذہ بالکل ناجائز ہے یہ سن کر پاشا نے آپ کو رخصت کر دیا اور یہ آمد و رفت سوال و جواب سب کچھ تقریباً ایک گھنٹہ میں ہو گیا۔

اسسٹنٹ برٹش کانسل اور پاشا سے سوال و جواب

پاشا کے ہاں سے رخصت

شیخ کے مخالفین کو جب اس میں ناکامی ہوئی تو اُنھوں نے پھر ایک آخری کوشش کی۔ ساڑھے تین سو گواہ تیار کر کے پاشا کے سامنے اظہار دلوایا اور

[1] وکیل نائب کانسل کا یہ جواب ڈپلومیسی کا ایک مسکت جواب تھا جس میں واقعیت کا لحاظ بہت کم کیا جاتا ہے اور بحث کو فوراً ہی اپنی جگہ پر ختم کر دینا مقصود ہوتا ہے ورنہ جو بہتان آپ پر لگائے گئے تھے وہ خود بہتان محض تھے جس کا مفصل حال ناظرین کو آئندہ معلوم ہو جائے گا ۱۲

مولوی صاحب نے کہا سورہ نساء کے چوتھے رکوع میں والمحصنات کے
پہلے حرمت علیکم امھاتکم و بناتکم و اخواتکم و عماتکم و خالاتکم۔
یہ سن کر پاشا تو دم بخود ہو گئے اور مولوی تلطف حسین صاحب نے بمصداق
"ہر کہ دست از جاں بشوید ہرچہ در دل آید بگوید" بلند آواز اور ترش رو لہجہ میں یہ
اسپیچ دی۔

مولوی تلطف حسین کی اسپیچ

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم لوگ جو اپنے وہابی ہونے کے اقراری نہیں
ہیں صرف بے اصل تہمتوں اور افتراؤں پر وہابی قرار دئے جائیں اور اس حرم محترم
میں جو امن خلائق ہے ایسی ایسی تکلیفیں پائیں اور سختیاں جھیلیں۔

اور اصل وہابیان نجد جو مدعی وہابیت ہیں بے روک ٹوک آویں حج کریں اور
چلے جائیں اُن سے کسی قسم کا تعرض نہ ہو اُن کے سوا دوسرے مذاہب
کے لوگ شیعہ، خارجی وغیرہ بے تکلف ہمیشہ آویں حالانکہ وہ لوگ اصولاً و فروعاً
مذہب اہل سنت والجماعت کے علانیہ مخالف ہیں اُن سے کسی طرح کی باز پرس
نہ ہو اور ہم لوگوں پر جو اصولاً و فروعاً اہل سنت والجماعت ہیں یہ دار و گیر ہو
رہی ہے

حرم محترم میں محرمات قطعیہ اتفاقیہ کا ارتکاب ہو (جیسے آب زمزم کی بیع وغیرہ
عین مسجد الحرام میں) اس پر حکام مکہ کی جانب سے سرزنش نہ کی جاوے اور ہم
لوگوں پر باوجود عدم صدور کسی جرم شرعی کے صرف تہمتوں کے سبب یہ مواخذہ ہو
کیا یہ ظلم نہیں ہے اور ہم مظلوم نہیں ہیں؟

ہندوستان میں اس وقت انگریزی حکومت ہے وہاں ہر مذہب والا آزادی
کے ساتھ اپنے شعار مذہب کے ادا کرنے کا مجاز ہے۔ کوئی مسلمان نہ جمعہ سے
روکا جاتا ہے نہ جماعت سے اور یہاں اسلامی سرزمین اور مسلمانوں کی حکومت میں
ہم لوگ طواف کعبہ اور جمعہ و جماعت سے مجبور ہیں۔
اس کے بعد ہم یہ کہنے سے معذور سمجھے جائیں کہ انگریزی گورنمنٹ ہندوستان
میں ہم مسلمانوں کے لئے خدا کی رحمت ہے۔

مصاحبین پاشا کی برہمی

اس اسپیچ سے بعض مصاحبین پاشا نے برہم ہو کر کہا کہ "پاشا کے حضور

میں ایسی گستاخانہ گفتگو"

پاشا کا انصاف

پاشا نے اُس وقت منصفانہ فرمایا کہ اس کو کچھ مت کہو یہ مظلوم ہے کیوں کر اس کو جوش نہ آئے جب کہ اس کو اور اس کے شیخ کو ناحق تہمتیں لگا کر کافر بنایا گیا ہے اور مولوی تلطف حسین صاحب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آپ خفا نہ ہوں ہم نے کسی طرح آپ کی توہین نہیں کی ہے۔ اپنے خاص محل اقامت میں جگہ دی اور یہ باز پرس آپ ہی کے ساڑھے تین ۳۵۰ سو ہم وطنوں کی مخبری اور گواہیوں کے سبب سے ہوئی۔

پاشا کا اکرام کرنا اور اپنے ہاتھ سے قہوہ دینا اور معذرت اور عفو و دعائے خیر کی درخواست کرنی۔

اِس کے بعد پاشا نے شیخ کو اپنے حضور میں طلب کیا اور آپ کا بہت اِکرام کیا اور خاص اپنے ہاتھ سے قہوہ دیا اور اس بازپرس پر معذرت کی اور طلب عفو کے ساتھ اپنے حق میں دعائے خیر چاہی پھر پوچھا جناب مدینہ طیبہ کا بھی ارادہ رکھتے ہیں؟ میاں صاحب نے فرمایا کہ یہاں تو یہ بازپرس ہوئی اب خدا جانے وہاں کیا نوبت آئے یہ مفسد اور مخبر لوگ تو وہاں جانے کو بھی تیار ہیں اِس لئے اب میرے حق میں شاید وطن ہی کو لوٹ جانا بہتر ہوگا جس پر پاشا نے ایک خط یاروبکار یا سرٹیفکٹ مدینہ منورہ کے پاشا کے نام لکھوا کر اور اپنی مہر خاص سے مسجل کر کے آپ کو دیا اور کہا کہ اب آپ سے وہاں کسی قسم کا تعرض نہیں ہوگا وہ خط اصل ترکی زبان میں مع ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔

مدینہ منورہ جانے کی بات چیت پاشا سے

پاشا مکہ کا خط یا سرٹیفکٹ بنام پاشا مدینہ

نقل اصل خط پاشا مکہ بزبان ترکی بنام پاشا مدینہ طیبہ	ترجمہ لفظی
مدینہ منورہ محافظین علیہ سنہ	مدینہ منورہ کے محافظین علیہ کو سعادت
سعادتلو آفندی حضرتلری	مآب حضرت صاحب من
عُلمای ہندیہ دن نذیر حسین	ہند کے علما سے نذیر حسین اور
اِیلہ تلامیذندن بر نفر حقندہ	اُن کے شاگردوں سے ایک شخص کے حق
کندی ہمشہری لرطرفندن	میں جو اُن کے ہم وطنوں کی طرف سے

الحمد للہ کہ شیخ کو زندہ صحیح وسالم اپنی جگہ پر دیکھا ورنہ آج جو کچھ ہونا ہوتا ہو کر رہتا۔

حسب درخواست علماء و رؤساء اخیر مرتبہ جب آپ آرے تشریف لائے تو ریلوے اسٹیشن سے فرودگاہ لے جانے کے لئے پالکی لائی گئی تھی ٹرین سے اُترنے کے ساتھ مستقبلین وزائرین کی نظر جب چہرۂ مبارک پر پڑی تو خواص علماء و رؤسا میں ایسا جوش پیدا ہوا کہ اُن لوگوں نے آپ کو پالکی میں بٹھا کر اپنے کندھوں پر پالکی کو اُٹھایا اور فرودگاہ تک پہنچایا جملہ حاضرین (جن کا شمار سینکڑوں سے زیادہ تھا) کی یہی تمنا تھی کہ ہم بھی کندھا دیتے اس پر بھی اکثر لوگ اس شرف سے محروم رہے اسٹیشن آرہ کے اسٹاف، رستہ چلنے والے اور دکاندار وغیرہ وغیرہ اس منظر کو دیکھ کر سخت حیرت زدہ تھے کہ یہ کون خدا کا بندہ ہے جس کے کہار ایسے ایسے نامی گرامی علماء و رؤساء ہیں ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

مولانا سید شریف حسین مرحوم کی وفات

میاں صاحب کے حج سے لوٹنے کے ساڑھے تین برس بعد اور اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالےٰ کے انتقال سے سترہ برس بعد اور میاں صاحب کی وفات سے سولہ برس قبل مولانا سید شریف حسین صاحب نے ۶۔ جمادی الآخر سنہ ۱۳۰۳ھ مطابق ۲۔ مارچ ۱۸۸۶ء روز چہارشنبہ کو ستاون برس کی عمر میں انتقال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون

شمس العلما کا خطاب

گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف سے ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء مطابق ۲۱۔ محرم ۱۳۱۵ھ روز سہ شنبہ کو ملا۔

جن لوگوں کو شیخ کے دیکھنے اور کچھ دنوں بھی ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہے وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ عموماً خطاب پانے والے خطاب کے لئے جو کچھ کوششیں کیا کرتے ہیں۔ آپ کی طبیعت میں بالفطرۃ اُس کا مادہ ہی نہ تھا۔ وہ تدین زہد و تقویٰ اور درویشی میں جس طرح ثابت قدم اور مستقیم الحال تھے ویسے ہی

وجاہت دنیوی کی طرف سے بے پروائی

ان امور کی جانب سے نہایت ہی لاابالی اور بے پروا تھے۔

معلوم ہوا ہے کہ جس وقت کمشنر دہلی نے بحکم لفٹنٹ گورنر پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے اس خطاب کی خبر آپ کو دی اُس سے ایک منٹ آگے میاں صاحب کے وہم وگمان میں بھی کبھی یہ بات نہیں آئی تھی کہ میں اس عام لقب سے ملقب ہوں گا اور جب لوگ خلعت وخطاب کے ساتھ میاں صاحب سے ملے اور آپ کو اُس سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا۔

خطاب ملتے وقت کیا کہا

کہ ہم غریب آدمی خلعت وخطاب لے کر کیا کریں گے! خلعت وخطاب تو بڑے آدمیوں کو ملنا چاہئے ہم کو دینا لاحاصل ہے بعد اس گفت وشنود کے آپ نے اسی قدر فرمایا۔ اچھا صاحب آپ حاکم ہو جو چاہو کہو۔

میاں صاحب کے لقب کے بیان میں بھی ہم لکھ آئے ہیں مگر بمصداق المسك ما كررته يتضوع یہاں بھی اُس کا اعادہ کر دینا مناسب مقام ہے۔

خطاب کے ذکر پر کیا فرماتے

شمس العلما کے خطاب کا تذکرہ جب کوئی شخص میاں صاحب کے روبرو کرتا تو آپ نہایت ہی سادگی سے فرماتے کہ میاں خطاب سے کیا ہوتا ہے ہمارے لئے تو پورا خطاب قرآن مجید میں حنیفاً مسلماً کا موجود ہے دنیاوی خطاب سلاطین سے ملا کرتا ہے یہ گویا اُن کے خوشنودی کا اظہار ہے۔

درویشی کا خیال

مجھے تو کوئی نذیر کہے تو کیا اور شمس العلما کہے تو کیا میں نہایت خوش ہوں کہ ہر ایک میاں صاحب مجھے کہتا ہے بھائی ساوات کے لئے پیارا لفظ اس سے بڑھ کر نہیں ہے اس لفظ کی برکات سے میری درویشانہ طرز میں فرق نہ آئے بس خدا کا یہی فضل ہے۔

خطاب پر گداز کے اڈیٹر کی رائے

راقم کہتا ہے کہ اس خطاب کے بعد ہی رسالہ دلگداز کے قابل اڈیٹر نے بعنوان "شمس العلما" ایک مضمون لکھا تھا جس کا ماحصل یہ تھا کہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مدظلہ کی عزت افزائی تو اس خطاب سے ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن اس خطاب کو عزت اور شرف اُس نام کی برکت سے ضرور حاصل ہوا۔

بگڑی جہاں یہ اہتمام تھا کہ ایک سال کے لئے حکم دے دیا گیا تھا کہ کسی مکان سے دھواں نہ نکلے نہ کوئی آدمی کھانا پکائے ہندؤں کے لئے الگ اہتمام تھا اور مسلمانوں کے لئے الگ۔ شاہی کھانا تو ہر گھر میں بافراط جاتا ہی تھا اس کے ساتھ یہ حکم بھی تھا۔ کہ جس چیز کو جی چاہے شاہی باورچی خانے سے منگوالے مثلاً کسی کا جی ستو کھانے کو چاہتا ہے کسی کا ساگ روٹی وغیرہ وغیرہ۔ غرض دنیا بھر کے کھانے ہر وقت ہر محلہ میں ہندؤں کے لئے الگ اور مسلمانوں کے لئے الگ شاہی مہتمم تیار رکھتے تھے۔

میرزا مظہر جانجاناں قدس سرہٗ کی تمیز اور نفاست طبع

کھانے کی تمیز کے خصوص میں حضرت میرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ کی بہت تعریف کرتے ایک حکایت بیان کی کہ "عبدالاحد خاں وزیر نے ایک روز لوزیں نہایت اہتمام سے تیار کرا کے میرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ کی خدمت میں بھیجی میرزا صاحب نے ایک لوزمیں سے ذرا سا توڑ کر چبا کر تھوک دیا اور فرمایا کیا بیلوں کی سانی بھیجی ہے"

بے غرضی، فتوے نویسی

ڈاکٹر حافظ مولوی نذیر احمد صاحب (جو داماد ہیں میاں صاحب کے سالے مولوی عبدالقادر بن مولانا شاہ عبدالخالق علیہما الرحمۃ کے) فرماتے تھے کہ زمانہ غدر میں مسز لیسنس زخمی کو جس وقت میاں صاحب نے نیم جاں دیکھا تو بہت روئے اور اپنے مکان میں اٹھا لائے۔ اپنی اہلیہ اور عورتوں کو اُن کی خدمت کے لئے نہایت تاکید کی اُس وقت دیوار درمیان باغیوں کی فوج قبضہ کئے ہوئے تھی اگر ذری خبر بھی لگ جاتی تو آپ کی بلکہ سارے خاندان کی جان بھی جاتی اور خانماں بربادی میں بھی کچھ دیر نہ لگتی اُس وقت آپ نے محض بے غرضانہ حسبۃً للہ اُس کی خدمت کی علاج کیا اور بعد قائم ہو جانے امن کے بحالت تن درستی اُس کو انگریزی کیمپ میں پہنچا دیا جس کا نتیجہ خدا کی طرف سے یہ ہوا کہ آپ اور آپ کے متوسلین کو گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے امن وامان کی چٹھی ملی۔ چنانچہ انگریزوں کے تسلط کے بعد

مسز لیسنس کی خدمت

جب سارا شہر غارت کیا جانے لگا تو آپ کا محلہ صرف آپ کی بدولت محفوظ رہا"

مولوی عبدالحمید سوہدروی حافظ عبدالمنان صاحب کا ایک سفارشی خط لے کر دہلی پہنچے اُس خط میں مکرر سہ کرر عرض کی گئی تھی کہ ان کی تعلیم کی جانب حضور توجہ خاص مبذول فرما دیں آپ نے ایک طالب علم کی طرف اشارہ کیا کہ اس خط کو پڑھ کر سناؤ۔ مکرر مضمون سفارش کو سُن کر آپ نے فرمایا مصرع

بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

آپ نے کتنے فتوے لکھے اور کتنے استفتا کا جواب لکھا اس کا حصر صحیح قریباً نا ممکن ہے ستائیس برس اپنی وفات سے پہلے ایک روز عندالتذکرہ فرمانے لگے کہ میرے سارے فتووں کی نقل اگر رکھی جاتی تو کم سے کم چار فتاوی عالمگیری کے برابر تو ہوتی مگر پہلے اس کا خیال کسی نے نہیں کیا اب میاں شریف حسین نقل رکھتے گئے ہیں۔

فتووں کی نقل محفوظ رکھی جاتی تو چار عالمگیری سے زیادہ ہوتی

خاکسار مصنف کہتا ہے کہ اس ستائیس برس کے زمانہ میں بھی آپ نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں فتوے لکھے ہوں گے جن میں سے بیشتر فتووں کی نقل حافظ عبدالسلام (آپ کے پوتے) کے پاس مولوی شریف حسین صاحب مرحوم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی غالباً موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو توفیق دے کہ جہاں تک آپ کے فتوے دستیاب ہو سکیں اُن کو جمع کر کے فتاویٰ نذیریہ کے نام سے چھپوا دے۔

فتاویٰ نذیریہ

آپ نے اپنے فتویٰ نویسی کا اصول یہ رکھا تھا کہ محض بے غرض فتوے لکھتے کسی کی مطلق رو رعایت نہیں کرتے اور نہ کبھی کسی سے اس کا کسی قسم کا صلہ لیتے یا کوئی پیشکش قبول کرتے اور فتویٰ نویسی کے ذریعہ سے کسب معاش کرنے کو نہایت معیوب خیال کرتے اور اُن لوگوں کو نہایت ہی حقارت انگیز نگاہ سے دیکھتے جنہوں نے فتویٰ نویسی کو ذریعہ معاش بنایا ہے ان کی نسبت اکثر فرماتے کہ ان کو دو روٹیاں (دو روپے) دو جو چاہو لکھوا لو۔

اصول فتویٰ نویسی

اور اگر کوئی شخص کسی پیرائے سے اپنے موافق فتویٰ کا جواب لکھوانا چاہتا